خدا تعالیٰ سے تمسخر و استہزا

اہل ہند صدیوں کی محکومیت کی وجہ سے عام طور پر نہ صرف اعلیٰ صفات سے محروم ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان میں نقالی کی عادت پیدا ہو چکی ہے۔ اور نقالی بھی وہ جو نہایت ہی معیوب اور نقصان رساں ہے۔ دنیا کے کسی ملک اور کسی علاقہ میں کوئی بُری بات ایجاد ہو۔ یا کسی قابل مذمت فعل کا کسی نئے رنگ میں ارتکاب کیا جائے تو ہندوستانی اس کی ضرور نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خواہ انہیں بڑے سے بڑا نقصان ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے عورتوں کا بے محابا مردوں سے خلا ملا۔ نیم عریاں لباس اور اس کی معیوب تراش جس کا ہندوستان میں روز بروز رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ محض مغربیت کی نقالی ہے۔ جو اس وقت بڑے شوق، اور سرگرمی سے کی جا رہی ہے۔ جبکہ مغربی اقوام عورتوں کی حد سے بڑھی ہوئی اور بے حیا آزادی کے بد نتائج سے چیخ رہی ہیں۔ اسی طرح عورتوں کا مردوں کی مجلسوں میں ستر شکن لباس پہن کر ناچنا۔ اور گانا حتےٰ کہ مرد و عورت کا مل کر ناچنا بھی مغربیت کا ہی تحفہ ہے۔ جسے آنکھیں بند کر کے قبول کیا جا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے بدترین اور نہایت ہی شرمناک نقالی وہ ہے۔ جس کا ارتکاب حال ہی میں ناگپور کے مارس کالج میں کیا گیا۔ کالج کی یونین کی سالانہ تقریب پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں کھیل اور تماشہ کے طور پر بالفاظ ایک ہندو اخبار،، پرماتما کے خلاف فرضی مقدمہ چلایا گیا۔ پروفیسر مہتہ استغاثہ پارٹی کے لیڈر تھے۔ اور مسٹر عبد الرزاق ایم۔ ایل۔ اے مدعا علیہ پارٹی کے لیڈر۔ اس طرح کچھ لوگوں نے دو پارٹیوں میں منقسم ہو کر تقریریں کیں۔ اور دہریہ پارٹی کے ممبر یہاں تک کہہ گذرے۔ کہ" پرماتما کی کوئی کل بگڑ گئی ہے۔ کیونکہ سروشکتی مان (قادر مطلق) ہونے پر بھی دنیا کی شورشوں کو وہ ختم نہیں کرا سکتا۔ اس کے سورگ (بہشت) سے تو کلوپیٹرا (مصر کی بدنام ملکہ) ہی اچھی ہے"۔ "پرماتما ایک دھوکہ کی ٹٹی ہے جو انسانوں کو چپ رکھنے کے لئے ہے"۔

مسلمان سپیکر نے اگرچہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر تقریر کی جس میں کہا۔" دنیا میں موجودہ شورشیں انسان کی پیدا کردہ ہیں۔ دنیا اب مذہب کی عزت نہیں کرتی۔ بلکہ روپیہ کی عزت کرتی ہے۔ اس لئے مصائب میں پھنسی ہوئی ہے" اور فیصلہ بھی کسی پارٹی کے حق میں ہوا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اس نہایت گستاخانہ بحث و مباحثہ میں کسی حیثیت سے بھی کسی مسلمان کا نام نہ آتا۔ کیونکہ ایسے سر پھرے لوگوں کی محفل سے کسی مسلمان کو کوئی سروکار نہ ہونا چاہیئے۔ جو خدا تعالےٰ کی ذات پاک کو نشانہ تحقیر و تذلیل بنانے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔

یہ دراصل روس کے بولشویکوں کی نقل ہے۔ جنہوں نے اپنے ملک میں مذہب کا نام و نشان مٹا دینے، اور لوگوں کو خدا تعالےٰ کی ہستی کا منکر بنانے کے لئے عرصہ سے جبر و تشدد اختیار کر رکھا ہے۔ اور اس قسم کے شرمناک افعال کے بھی مرتکب ہوتے رہے ہیں جن کی نقل ناگپور کالج والوں نے اتاری ہے۔

مغرب کے دہریہ اور ہستی باریتعالیٰ کے منکر جو دنیوی ساز و سامان کو اپنے لئے آرام و آسائش کا ذریعہ سمجھے بیٹھے تھے۔ اور جو مادیات کے بھنور میں پھنس کر اپنے خالق و مالک کو بھول چکے تھے آج چونکہ ایسے المناک عذاب میں مبتلا ہیں جس کی مثال قرون اولےٰ میں نہیں ملتی۔ اس لئے اب وہ نہ صرف اس قسم کی مجالس منعقد کرنا بھول چکے ہیں جن میں خدا تعالےٰ کی ہستی پر تمسخر اڑاتے اور پھبتیاں کستے تھے۔ بلکہ بے اختیار ان کی زبانوں پر خدا تعالےٰ کا ذکر آ رہا ہے۔ اور بے اختیارانہ اس سے دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ کہ ہلاکت اور تباہی سے بچائے۔ لیکن ہندوستان کے بے فکرے نقال ان کی نقلیں اتار کر خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکانے کے سامان فراہم کر رہے ہیں۔ اور ان شدائد کو دعوت دے رہے ہیں۔ جن میں یورپ مبتلا ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ غضب میں بہت دھیما ہے۔ لیکن اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ۔ اس کی پکڑ بڑی ہی سخت ہے جب اس کا غضب بھڑک اٹھتا ہے۔ اور وہ اسی وقت بھڑکتا ہے۔ کہ بدقسمت انسان اسے بھڑکانے کے انتہائی سامان جمع کر دیتے ہیں۔ تو پھر اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ملتی۔ پس اے غافل۔ بلکہ گستاخ انسانو! ان ممالک کی تباہی و بربادی۔ ہلاکت اور خونریزی سے عبرت حاصل کرو۔ جو موجودہ جنگ میں شریک ہیں۔ اور دیکھو۔ کہ باوجود بڑے ساز و سامان کے کس طرح برباد ہو رہے ہیں۔ تا تمہارا بھی وہی انجام نہ ہو۔ وہ پاک ذات جس کے متعلق تم تمسخر اور استہزا کرنا اپنا کارنامہ سمجھ رہے ہو۔ بڑے بڑے سرکشوں کو پل بھر میں نسیاً منسیاً کر سکتا اور کر چکا ہے۔ تم کیا اور تمہاری ہستی ہی کیا ہے۔ پھر کیوں وہ راہ اختیار کرتے ہو جو تباہی و بربادی کے گڑھے میں گرانے والی ہے اور جس پر چلنے والے تباہی میں گر کر سامان عبرت بنے ہوئے ہیں

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱ تبلیغ ۱۳۲۰ھش - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے سات بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سینہ اور کان کے درد کے علاوہ نزلہ کی شکایت ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ حرم ثانی کی طبیعت بھی اچھی ہے۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک روایت

۱۱ فروری کے "الفضل" میں حضرت عرفانی صاحب نے ایک روایت پر تردد کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ مجھے اس کا جس قدر علم ہے اسے بیان کر دوں۔ مرزا صفدر بیگ صاحب مرحوم مالیر کوٹلوی نے جو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے ملازم تھے مجھ سے ایک مرتبہ بیان کیا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایک مرتبہ مدرسہ سے آرہے تھے۔ (انہوں نے وقت بھی بتایا تھا۔ جو اس وقت میرے ذہن میں نہیں) اور آپ کی آنکھیں کچھ دنوں سے دکھ رہی تھیں۔ راستہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مل گئے اور فرمایا کہ ایسی حالت میں مدرسہ کیوں گئے۔ اگر تم وہی محمود ہو جس کی خدا تعالےٰ نے مجھے بشارت دی ہے۔ تو خدا تعالےٰ تمہیں خود پڑھائے گا۔ اس قدر تکلیف اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

میں اس روایت کو اپنی پہلی روایات میں لکھنا بھول گیا تھا۔ اور بعد میں آج کل پر اسے ٹالتا رہا۔ جب الفضل میں اس کے متعلق روایت شائع ہوگئی۔ تو میں نے خیال کیا۔ کہ اب مجھے اس روایت کے لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ مگر اب عرفانی صاحب کے لکھنے پر میں نے ضروری سمجھا۔ کہ جو کچھ میری یادداشت میں ہے اسے پیش کر دوں۔

خاکسار: سید محمود عالم قادیان

اعلان برائے جملہ بیرونی مجالس انصار اللہ

چونکہ بیرونی مجالس انصار اللہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً مرکز میں انصار اللہ کے قواعد و ضوابط کے متعلق خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ان احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تا حال مجلس انصار اللہ کے مستقل قواعد و ضوابط باقاعدہ طور پر منظور نہیں ہوئے۔ فی الحال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطبہ کی روشنی میں کام کیا جا رہا ہے۔ اور تنظیم کی گئی ہے۔ حضور کا خطبہ فرمودہ ۲۶ ماہ وفا ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء شائع شدہ الفضل مورخہ یکم ظہور ۱۳۱۹ھش مطابق یکم اگست کی روشنی میں احباب بھی اپنا کام جاری رکھیں۔ جب انصار اللہ کے قواعد و ضوابط باقاعدہ منظور ہو جائیں گے۔ تو بیرونی مجالس انصار اللہ کو بھیجے جا سکیں گے۔ اور وقتاً فوقتاً بذریعہ اخبار الفضل یا بذریعہ خط و کتابت انصار اللہ کے متعلق مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے ہدایات دی جایا کریں گی۔ انصار اللہ کے ذمہ حضور نے پانچ کام لگائے ہیں۔ (۱) تبلیغ کرنا (۲) قرآن کریم پڑھانا (۳) شرائع کی حکمتیں بتانا (۴) اچھی تربیت کرنا (۵) قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دور کر کے اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا۔ فی الحال جملہ بیرونی مجالس انصار اللہ مندرجہ ذیل تین کام اپنی مجالس میں جاری کر سکتی ہیں (۱) ہر ایک ممبر کی حتی الوسع مسجد میں نماز با جماعت کی نگرانی۔ نگران نماز اپنے طور پر ایک نوٹ بک میں حاضری لگائے۔ اور بلا کسی معقول عذر کے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اُمّ الالسنۃ۔ اُمّ الکتب۔ اُمّ الارضین

فرمایا:۔ "اللہ تعالےٰ نے زبانوں کی تحقیق کی طرف میرے دل کو پھیر دیا۔ اور میری نظر کو متفرق زبانوں کے پرکھنے کے لئے مدد کی۔ اور مجھ کو سکھلایا۔ کہ عربی تمام زبانوں کی ماں اور ان کی کیفیت کمیت کی جامع ہے۔ اور وہ نوع انسان کے لئے ایک اصلی زبان اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک الہامی لغت ہے۔ اور پیدائش کا تتمہ ہے۔ جو احسن الخالقین نے ظاہر کیا ہے۔" (منن الرحمٰن صفحہ ۲۲)

نیز فرمایا:۔

"میرے پر کھولا گیا کہ آیت موصوفہ (لتنذر ام القریٰ و من حولہا) اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہیں۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ کہ وہ ام الالسنۃ ہے۔ اور قرآن پہلی کتابوں کا اُمّ یعنی اصل ہے۔ اور مکہ تمام زمین کا اُمّ ہے" (منن الرحمٰن صفحہ ۳۹)

ذکرِ حبیب علیہ السلام

یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک کی باتیں

۶۷۔ وحی الٰہی "یا شمس یا قمر"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض الہامات انہی الفاظ میں بار بار ہوا کرتے تھے۔ بعض دفعہ وہی الفاظ بعینہٖ بغیر کسی کمی بیشی کے الہام ہوتے تھے۔ اور بعض دفعہ ان میں کچھ تھوڑی زیادتی یا کمی ہوتی تھی۔ چنانچہ الہام انت منی و انا منک کئی بار آپ کو انہی الفاظ میں ہوا۔ ایک دفعہ غالباً ۱۹۰۶ء یا اس کے قریب کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دن حضور نے فرمایا۔ کہ گزشتہ شب پھر مجھے وہی الہام ہوا۔ کہ انت منی و انا منک (تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں) لیکن اس دفعہ اس کے ساتھ یہ فقرہ زائد الہام ہوا یا شمس یا قمر (اے سورج اے چاند) فرمایا یہ الفاظ پہلے الہام کی تفسیر ہیں۔ اس تشریح میں اللہ تعالےٰ آپ شمس بنا اور مجھے قمر بنایا۔ اور پھر آپ قمر بنا۔ اور مجھے شمس بنایا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح میری صداقت کا ثبوت اللہ تعالےٰ کے اقتداری نشانات سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ اس زمانہ میں میرے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت لوگوں پر ظاہر ہوا۔ اس واسطے خدا تعالےٰ نے مجھے شمس کہا۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ

زیادہ تر نماز سے غیر حاضر رہنے والے کو نماز با جماعت پڑھنے کی ترغیب دے (۲) ہر ایک ممبر سے ایک آنہ ماہوار کے حساب سے چندہ وصول کیا جائے۔ حیثیت کے مطابق چندہ کم و بیش بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن کم از کم ایک آنہ ماہوار کی توقع ہر ایک ممبر سے کی جاتی ہے۔ (۳) ہر ایک ممبر سے آدھ گھنٹہ روزانہ بوقت ضرورت مندرجہ بالا پانچ کاموں میں سے کوئی کام لیا جا سکتا ہے۔

مرکز میں جو عارضی انتظام کیا گیا ہے وہ اس طرح ہے دس دس ممبروں پر ایک گروپ لیڈر (سردار حزب) مقرر کیا گیا ہے۔ جو اپنے اپنے حلقہ کے ممبروں سے اپنے بالا افسروں کی ہدایت کے مطابق کام لے اور انکی نگرانی کرے۔ گروپ لیڈروں کے اوپر ایک زعیم ہوگا۔ جو تمام کام کا رہنما اور ذمہ دار ہوگا۔ زعیم مختلف صیغہ جات کے چلانے کے لئے اپنے مددگار مقرر کر سکتا ہے۔

خاکسار۔ شیر علی عفی عنہ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

دُنیا میں عالمگیر عذاب کیوں اور کب آتا ہے؟

قرآن کریم میں آخری زمانہ کے عذابوں کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذاباً شدیدا کان ذالک فی الکتاب مسطورا (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۶) کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے۔ یا اس پر شدید عذاب نازل نہ کریں گے۔ یعنی آخری زمانہ میں دُنیا پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ اور یہ امر کہ وہ عذاب کیوں ہوگا۔ اس کا ذکر قرآن کریم کی آیات میں آچکا ہے:۔

اس آیت کریمہ سے پہلے چند رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ کہ انسان کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا حقوق اور فرائض مقرر کئے ہیں۔ اور جب انسان ان فرائض سے غافل اور لاپروا ہو جاتا ہے۔ . . . جب دُنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے۔ اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں۔ تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے۔ اور کوئی حصہ دُنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے۔ تب اس کا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں۔ ایک محرک ہو جاتا ہے . . . . چنانچہ اس سے ماقبل آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرناھا تدمیرا۔ اور ہم نہیں عذاب کرنے والے یہاں تک کہ ہم رسول نہ بھیجیں اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو بذریعہ کسی مامور کے اس کے خوشحال لوگوں کو ایک حکم نازل کرتے ہیں۔ اور وہ اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ پس ان پر فردِ جرم لگ جاتا ہے اور ہم اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔ آگے بطور مثال حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔

کہ کس طرح ان کی بعثت کے بعد عذاب آئے۔ اور لوگ ہلاک ہوئے:۔

قرآن کریم کے اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے قریباً اٹھارہ احکام امر اور نہی کے رنگ میں وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا سے شروع فرماتے ہوئے مسلسل دو رکوع میں بیان فرمائے ہیں ان احکام کی نافرمانی انتہاء کو پہونچ کر غضب الٰہی کا موجب ہو جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ کل ذالک کان سیئہ عند ربک مکروھا۔ خصوصاً جب دُنیا سے توحید مٹ جائے۔ اور خدا تعالیٰ کا بلند و برتر مقام اس کی کسی مخلوق کو دیا جائے یا خالق کی بجائے مخلوق کی پرستش شروع ہو جائے۔ تو دُنیا میں قہری عذاب نازل کیا جاتا ہے۔ ولا تجعل مع اللہ الٰھا اٰخر فتلقیٰ فی جھنم ملوما مدحورا۔ اے انسان تو خدا کے ساتھ کسی دُوسرے معبود کو مت ٹھہرا۔ ورنہ تو ملزم اور خوار ہو کر جہنم میں ڈالا جائیگا اسی گناہ کی وجہ سے یعنی حضرت عیسےٰ ؑ کو خدا قرار دینے والی قومیں دُنیا میں ہی آگ کے عذاب میں مبتلا ہیں:۔

یہی وُہ آخری زمانہ ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے ہر بستی اور ہر حصہ دُنیا میں ہولناک عذابوں کی پیشگوئی فرمائی۔ موجودہ زلزلہ خیز جنگ بھی ایک تباہ کُن عذاب ہے جو دُنیا کو تہ و بالا کر رہا ہے۔ اس زمانہ میں مختلف عذاب ہر حصہ دُنیا میں آچکے ہیں۔ ابھی تک آرہے ہیں۔ اور کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ سب واقعات جہاں ایک پہلو سے قرآن کریم کی صداقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ تو دوسرے پہلو سے ان سے اس زمانہ کے برگزیدہ رسول سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ اس وقت جب دُنیا میں ان عذابوں (طاعون اور بعض ہولناک وبائیں۔ زلزلے اور ہولناک جنگیں وغیرہ وغیرہ) کا نام و نشان بھی نہ تھا حضور نے دُنیا میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام شائع فرمایا۔ "دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔

اسی طرح آج سے قریباً چالیس سال پہلے حضور اپنی تصنیف "حقیقۃ الوحی" صفحہ ۲۵۶ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے۔ کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے۔ . . . . . اور زمین پر اس قدر تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا۔ ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وُہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی . . . . تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا۔ کہ یہ کیا ہونے والا ہے (موجودہ جنگ اور رسی زمانہ کے بین الاقوامی حالات کو دیکھ کر لوگ زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں۔ کہ اب کیا ہونے والا ہے) . . . وُہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دروازے پر ہیں۔ کہ دُنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دُنیا پر ہی گر گئے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وُہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے۔ ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ . . . . . . یہ مت خیال کرو۔ کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا مونہہ دیکھوگے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں (جب حضور نے یہ تحریر فرمایا۔ اس وقت یورپین اقوام ترقی پر ترقی کر رہی تھیں۔ اور دُنیا میں امن کا موجب تھیں۔ لیکن آج ہمارے سامنے یورپ سب سے بڑھ کر بدامنی میں ہے) اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خُدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ (جب حضور نے یہ پیشگوئی فرمائی۔ اس وقت کون خیال کر سکتا تھا۔ کہ لنڈن یا دیگر ہزارہا شہروں کی سر بفلک عمارتیں بھی تباہ کی جا سکتی ہیں۔ اس زمانہ میں ابھی ہوائی جہاز بھی تیار نہ ہوئے تھے۔ کہ کوئی دُوربین نگاہ اندازہ کر سکتی۔ لیکن آج ہمارے سامنے شہروں کے شہر گرائے جا رہے ہیں۔ اور آبادیاں ویران ہو رہی ہیں)۔ . . . . میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے"۔

بہار کے وسیع علاقہ پر جن دنوں زلزلہ آیا۔ ان دنوں اخبارات نے طوفانِ نوح کے عنوان سے آرٹیکل لکھے اور بھی کئی جگہ وسیع رقبہ پر سیلاب کے عذاب آچکے ہیں۔ ایسے ہی مئی ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ کے تباہ کُن زلزلہ کو دُنیا نے لوط کی زمین کے واقعہ کی طرح بچشم خود دیکھ لیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سب پیشگوئیاں روزِ روشن کی طرح پُوری ہو رہی ہیں:۔

بالآخر نہایت مخلصانہ دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور دیگر اقوام کے سعید الفطرت انسانوں کو ان واقعات پر غور کرنے اور عبرت حاصل کرنے کی توفیق فرماتے ہوئے اپنے اس برگزیدہ رسول کی شناخت کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار ڈاکٹر کریم الدین۔ میانہ گوندل ضلع گجرات

تحقیق الالسنہ کے متعلق پروفیسر چتین دت صاحب کے چیلنج کا جواب

(۲)

تیسرا بے بنیاد دعوےٰ

اب میں پروفیسر چتین دت صاحب کے اس دعوے کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب منن الرحمٰن میں عربی کے ام الالسنہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں دی۔ سو یاد رہے ان کا یہ دعوے بھی بے بنیاد ہے جس طرح ایک درخت کی فضیلت اس کے پھلوں سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ پتوں سے۔ اسی طرح ایک زبان کی فضیلت اس کی اصولی خوبیوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ محض الفاظ سے۔ اگر ایک درخت کے پھل کڑوے ہیں تو اس کے پتوں کا خوبصورت ہونا اس کو ایک ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اگر ایک زبان اصولی خوبیوں سے خالی ہے یا اس کے اصول نقائص سے پُر ہیں۔ تو محض الفاظ کی زیادتی اسے ام الالسنہ نہیں بنا سکتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی عربی زبان کی پانچ ایسی زبردست اصولی خوبیاں اپنی کتاب منن الرحمٰن میں بیان فرمائی ہیں۔ کہ جن سے عربی کا ام الالسنہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اور حضور نے پانچہزار روپیہ انعام مقرر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ "جو آدمی سوائے عربی کے کسی اور زبان میں یہ پانچوں خوبیاں بتلائے ہم اسے پانچہزار روپیہ انعام دینگے۔" فی الحقیقت حضور نے عربی زبان کی وہ اصولی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔ جو کسی اور زبان میں قطعاً نہیں پائی جاتیں۔ مثال کے طور پر میں ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ حضور انور فرماتے ہیں۔

"چوتھی خوبی عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معنی زیادہ ہیں۔ یعنی زبان عربی الف لام اور تنوینوں اور تقدیم و تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے۔ جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے جوڑنے کی محتاج ہیں۔" (منن الرحمٰن صفحہ ۱۱)

یہ خوبی جو حضور نے بیان فرمائی ہے۔ اس میں سنسکرت تو کیا ساری دنیا کی زبانیں مل کر بھی عربی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ میں مثال دے کر اسے واضح کرتا ہوں۔ "سب قسم کی تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں"۔ یہ ایک فقرہ ہے۔ اب اگر سنسکرت کے کم سے کم الفاظ میں اس فقرہ کے مفہوم کو ادا کریں۔ تو اس صورت میں یوں کر سکتے ہیں۔ سرو۱ پرکار۲ ستوتیہ۳۔ ایشور۴ ئے۔ ایو۵ سنتی۶۔ گویا چھ۶ الفاظ میں وہ مفہوم سنسکرت زبان میں ادا ہوا۔ مگر عربی میں صرف دو لفظوں یعنی الحمد للّٰہ سے اس مفہوم کو نہایت مکمل طور پر ادا کیا گیا۔

اس مثال سے ہر باعلم انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضور انور نے اپنی کتاب منن الرحمٰن میں عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر وہ زبردست دلائل دیئے ہیں۔ جن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اور حضور نے پانچ خوبیوں میں اتنی وسعت رکھ دی ہے کہ ان میں ہی اصولی باتوں سے لے کر فروعات تک سب کی سب باتیں آ گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوتے ہوئے پروفیسر چتین دت صاحب لفظوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ وہ سنسکرت زبان میں ان پانچ خوبیوں کو ثابت کرتے۔

چوتھا دعوےٰ

اب میں پروفیسر صاحب کے چوتھے دعوے کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ "سنسکرت ہی سب زبانوں کی ماں یعنی ام الالسنہ ہے"۔ مگر ان کا یہ دعوے بھی محض دعوے ہی ہے پروفیسر صاحب مذکور خود فرماتے ہیں۔ کہ "حقیقت میں سنسکرت لفظ اور عربی لفظ میں بلحاظ مادہ کے کچھ فرق نہیں ہے۔" (پریم پرچارک ۱۱ جولائی ۱۹۳۸ء) اب جبکہ بقول ان کے عربی اور سنسکرت کے الفاظ کے مادوں میں کچھ فرق نہیں بلکہ ایک ہیں تو یہ فیصلہ کرنا کہ ان میں کون ماں اور کون بیٹی ہے۔ صرف الفاظ کے دیکھنے سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مادہ کے اتحاد کو دیکھ کر اگر سنسکرت والے اس کے ام الالسنہ ہونے کا دعوے کرنے کے حقدار ہیں تو عربی والے بھی ویسے ہی حقدار ہیں۔ کہ عربی زبان کو ام الالسنہ کہیں۔ اس صورت میں فیصلے کا صحیح طریق صرف ایک ہی ہے۔ کہ ان دونوں زبانوں کے مادوں کو دیکھا جائے۔ کہ ان میں سے کس زبان کے مادے ایسے کامل ہیں کہ ردّ و بدل ہونے اور لوٹنے پلٹنے پر بھی بامعنی رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہ کس زبان میں ایسی اعلےٰ اصولی خوبیاں ہیں۔ جن سے اس کا کامل ہونا پورے طور سے ثابت ہے۔ جو زبان ان دونوں خوبیوں سے خالی ہو گی یعنی جس کے الفاظ کے مادے ایسے ناقص ہونگے کہ ان میں تبدیلی کرنے سے وہ بالعموم بے معنی الفاظ بن جائیں۔ اور وہ زبان اصولی خوبیوں سے بھی خالی ہو۔ وہ یقیناً ناقص زبان بلکہ کسی زبان کی بگڑی ہوئی شکل ہو گی۔ مگر دوسری زبان جس کے مادے ایسے کامل ہوں۔ کہ رد و بدل کرنے پر بھی وہ عموماً بامعنی رہیں۔ اور اس زبان میں اور اصولی خوبیاں بھی پورے کمال کے ساتھ پائی جائیں۔ وہ کامل اور ام الالسنہ ہو گی۔

اس دانشمندانہ اصول اور فیصلہ کن کسوٹی سے سنسکرت اور عربی زبان کو میں پرکھتا ہوں۔ تو یاد رہے کہ سنسکرت زبان کے مادے عموماً ناقص ہیں۔ دور کی تبدیلی تو در کنار معمولی سے معمولی تبدیلی سے بھی بالکل بے معنی اور مہمل الفاظ بن جاتے ہیں۔ مگر عربی زبان میں یہ خوبی اپنے پورے کمال کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ کہ اس کے الفاظ کے مادے عموماً ایسے ہیں۔ کہ انکو الٹ پلٹ کر انکی خواہ کتنی ہی الٹی شکلیں بنائیں۔ وہ ان تمام صورتوں میں بامعنی رہیں گے۔ اور اس سے بڑھ کر خوبی یہ کہ ان سب صورتوں میں یعنی ان بدلی ہوئی سب صورتوں کے نیچے ایک ایسے معنی بطور جڑ ہونگے۔ جو کہ سب صورتوں میں مشترک ہونگے سوائے اس کے کہ امتداد زمانہ سے کوئی لفظ متروک الاستعمال ہو گیا ہو۔ یا اپنی بدلی ہوئی صورت میں بجائے عربی کے کسی اور زبان میں استعمال ہونے لگا ہو۔ اور یہ عربی زبان کی وہ امتیازی خوبی ہے۔ کہ دنیا کی کسی زبان میں نہیں پائی جاتی۔ اب میں مثالوں سے یہ بات واضح کرتا ہوں مثلاً سنسکرت زبان میں "اونگ" مصدر "چلنے" کے معنی دیتا ہے۔ حروف کو آگے پیچھے کرکے اسکی تین اور شکلیں بنتی ہیں۔ نگ لوہا۔ اونگ ہا ہا اونگ۔ مگر یہ تینوں شکلیں بالکل مہمل اور بے معنی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت زبان میں "نندی" مصدر خوش ہونے کے معنی دیتا ہے۔ ردّ و بدل کرنے سے اسکی تین شکلیں اور بنتی ہیں۔ دُنیٹی۔ دی ٹن۔ یدٹن۔ مگر یہ تینوں شکلیں بے معنی ہیں۔ "وِجر" مصدر صاف کرنے کے معنی دیتا ہے۔ اس کو بدلنے سے اسکی تین شکلیں اور بنتی ہیں۔ جرِو وِرِج رِوِج۔ یہ بھی تینوں شکلیں بے معنی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی کوئی دور کی تبدیلی نہیں بلکہ محض انہی حروف کو آگے پیچھے کیا گیا ہے اب جس زبان کی یہ حالت ہو کہ اس کے الفاظ کے مادے معمولی سی تبدیلی سے بھی بالکل مہمل اور بے معنی ہو جائیں۔ اس کے متعلق یہ دعوے کرنا کہ "اس زبان کے الفاظ مادوں کو بدل بدل کر ساری دنیا کی زبانیں بنی ہیں" پرلے درجے کی بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے۔

اب عربی زبان کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ رفق مصدر نرمی کرنے کے معنی دیتا ہے۔ تبدیلی کر کے اس کی دو اور صورتیں بنتی ہیں یعنی فقر۔ فرق۔ پہلے کے معنی فقیر ہونا اور دوسرے کے معنی جدا کرنا ہے۔ اور علیحدگی کا ایک مفہوم ان تینوں معنوں میں بطور جڑ موجود ہے۔ جو کہ عربی کے نظام کے کمال کو ظاہر کر رہا ہے۔ رکب مصدر کے معنی سوار ہونا ہے۔ تبدیلی سے اس کی دو اور شکلیں بورک اور کبر ہیں۔ پہلی کے معنی بیٹھنا اور دوسری کے معنی بڑا ہونا ہے۔ اور قیام کا مفہوم ان تینوں معنوں میں بطور جڑ کے موجود ہے۔ اسی طرح عربی میں تلف مصدر کے معنی ضائع کرنے کے ہیں۔ لفظی تبدیلی سے اس کی دو اور شکلیں فتل اور لفت بنتی ہیں۔ پہلی کے معنی بٹنا اور دوسری کے معنی دائیں بائیں پھرنا ہے۔ ان تینوں معنوں میں امر مشترک حرکت موجود ہے۔ دکس مصدر کے معنی نیچے بیٹھنا ہے۔ لفظی تبدیلی سے اس کی اور دو شکلیں کدس اور سدک بنتی ہیں۔ پہلی کے معنی گدلا ہونا اور دوسری کے معنی پاناکے ہیں۔ نمایاں ہونے یعنی وجدان کا مفہوم ان تینوں میں بطور جڑ کے قائم ہے۔ یہی حالت عربی زبان کے الفاظ کے اکثر مادوں کی ہے کہ ہر حالت اور ہر صورت میں بامعنی رہتے ہیں۔ اس اعتبار سے سنسکرت وغیرہ زبان جس کے الفاظ کے مادے عربی الفاظ کے مادوں سے ملیں یقیناً عربی زبان سے نکلی ہوئی ہے اور عربی انکی ماں ہے۔

سر اقبال کی ایک نظم میں اسلام کی شان جمالی کا ذکر

سر اقبال نے اپنی سب سے پہلی نظموں کی کتاب "بانگ درا" میں جو نظمیں ۱۹۰۸ء سے بعد کی شائع کی ہیں۔ ان میں سے ایک بہت مشہور نظم "گورستان شاہی" ہے۔ یہ نظم صفحہ ۱۶۰ سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں گورستان شاہی گولکنڈہ کا جہاں حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ خواب راحت میں سو رہے ہیں منظر نہایت دردناک الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ اور اسلامی حکومت کی تباہی پر "خراج اشک گلگوں ادا" کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

خوابگہ شاہوں کی ہے یہ منزل حسرت فزا
دیدۂ عبرت خراج اشک گلگوں کر ادا
ہے تو گورستان مگر یہ خاک گردوں پایہ ہے
آہ! اک برگشتہ قسمت قوم کا سرمایہ ہے
کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں
جو اتر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں؟

اسی طرح دنیا کی بے ثباتی کی تصویر غمناک لفظوں میں بیان کرتے جاتے ہیں۔ یہ نظم درحقیقت اسلامی حکومت کے زوال کا ایک پرغم اور اندوہ ناک مرثیہ ہے۔

اس وقت نہ صرف ہندوستان ہی میں بلکہ تمام دنیا میں اسلامی سلطنت کا رعب و داب زائل ہو چکا ہے۔ اور وہ عروج جو مسلمانوں کو حاصل تھا۔ اور وہ جاہ و جلال جو صدیوں تک اہل اسلام کا طرۂ امتیاز تھا مٹ چکا ہے۔ گورستان شاہی گولکنڈہ کو دیکھ کر علامہ اقبال کے دل و دماغ پر ایک حسرت ناک عالم چھا جاتا ہے۔ اور اسلامی حکومت کا یہ انجام محسوس کر کے وہ اشک گلگوں کا خراج ادا کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ فلک کج رفتار کے طریقوں سے واقف ہیں۔ اور جانتے ہیں۔ کہ درحقیقت سلطنت اور حکومت محض چار دن کی چاندنی ہے۔ ورنہ دنیاوی جاہ و جلال کو اس دار الفنا میں کوئی قرار نہیں اور وہ پکار اٹھتے ہیں:۔

کیا یہی ہے ان شہنشاہوں کی عظمت کا مآل
جن کی تدبیر جہانبانی سے ڈرتا تھا زوال
رعب فغفوری ہو دنیا میں کہ شان قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیم موت کی یورش کبھی
بادشاہوں کی بھی کشت عمر کا حاصل ہے گور
جادۂ عظمت کی گویا آخری منزل ہے گور

اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

شورش بزم طرب کیا! عود کی تقریر کیا
دردمندانِ جہاں کا نالۂ شبگیر کیا
عرصۂ پیکار میں ہنگامۂ شمشیر کیا
خون کو گرمانے والا نعرۂ تکبیر کیا
اب کوئی آواز سوتوں کو جگا سکتی نہیں
سینۂ ویراں میں جانِ رفتہ آ سکتی نہیں

پھر فرماتے ہیں:۔

زندگی اقوام کی بھی ہے یونہی بے اعتبار
رنگہائے رفتہ کی تصویر ہے ان کی بہار
اس زیاں خانے میں کوئی ملتِ گردوں وقار
رہ نہیں سکتی ابد تک بارِ دوشِ روزگار
اسقدر قوموں کی بربادی سے ہے خوگر جہاں
دیکھتا بے اعتنائی سے ہے یہ منظر جہاں
ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدت سے ہے ترکیب مزاج روزگار
ہے نگینِ دہر کی زینت ہمیشہ نام نو
مادرِ گیتی رہی آبستنِ اقوام نو

پھر مصر و بابل۔ ایران۔ یونان اور روما کے زوال پر آنسو بہاتے ہوئے آپ مسلم کی تباہی پر یوں آہ سرد بھرتے ہیں:۔

آہ مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابر آذاری اٹھا برسا گیا

یہاں آ کر شاعر پر مایوسی چھا جاتی ہے۔ گویا وہ سلطنت اسلامی کا جنازہ پڑھ کر ابھی ہٹے ہیں۔ ان کے الفاظ میں اسلامی حکومت پر موت وارد ہو چکی ہے۔ آسماں سے ابر آذاری اٹھا۔ برسا گیا۔ اب اس کی واپسی کی کوئی امید نہیں ہے۔

یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ علامہ اقبال اسلام کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں یا اسلامی سلطنت کا۔ ہمارا خیال ہے۔ اور جیسا کہ انہی کے الفاظ میں ہم آگے بیان کریں گے۔ علامہ موصوف اسلام کا مرثیہ نہیں پڑھ رہے۔ بلکہ صرف اسلامی حکومت کا۔ جو دیگر اقوام کی حکومتوں کی طرح بے بقا اور فانی چیز تھی۔ حقیقی اسلامی شوکت سے اس مرثیہ کو کوئی تعلق نہیں۔

یہ امر اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے کہ اسلام اپنی بقاء کے لئے کسی دنیاوی سلطنت کا محتاج نہیں۔ علامہ موصوف کے الفاظ میں سنئے:۔

دل ہمارے یادِ عہدِ رفتہ سے خالی نہیں
اپنے شاہوں کو یہ امت بھولنے والی نہیں
اشکباری کے بہانے ہیں یہ اجڑے بام و در
گریۂ پیہم سے بینا ہے ہماری چشم تر
دہر کو دیتے ہیں موتی دیدۂ گریاں کے ہم
آخری بادل ہیں اک گذرے ہوئے طوفاں کے ہم
ہیں ابھی صدہا گہر اس ابر کی آغوش میں
برق ابھی باقی ہے اس کے سینۂ خاموش میں
وادیٔ گل خاک صحرا کو بنا سکتا ہے یہ
خواب سے امید دہقاں کو جگا سکتا ہے یہ
ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

دنیا سے سلطنت اسلامی مٹنے کے ساتھ علامہ موصوف کے خیال میں قوم کی شان جلالی کا ظہور ہو چکا۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کا جلال ختم ہو چکا۔ ہاں ابھی شان جمالی کا ظہور باقی ہے۔

ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اقبال کی شاعری صرف سلطنت اسلامی کے ادبار پر ہی آنسو بہاتی ہے اور وہ صرف قوم کی دنیاوی کامیابی کو کامیابی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا یہ شعر اور بہت سی مزید شاعری اس بات کی تردید کرتی ہے۔ مگر ہم یہ کہنے کی ضرور جسارت کریں گے کہ انکے دماغ میں ایک الجھن ضرور تھی۔ اگرچہ اسی نظم میں آخری اشعار میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اسلام دنیاوی سلطنتوں سے بہت بالا تر چیز ہے۔ مگر سلطنت کے کھو جانے کا رنج بھی انکو بڑا ہے۔ اور قوم کی شان جلالی کے ختم ہو جانے کا انکو بے حد افسوس ہے۔ مگر اسی یاس و حرماں کی تاریکیوں میں ان کو حقیقی اسلام کی بھی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ اور وہ اس امید افزا مصرعہ کی پناہ لیتے ہیں کہ

ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

یہ ایک شاعرانہ احساس کا مظاہرہ ہے جو موجودہ زمانے کے متعلق ایک بہت بڑے فلسفی شاعر نے اپنی ایک نہایت پر اثر نظم میں کیا۔ علامہ کی اس نظم کو لوگوں نے بڑے بڑے دردناک لہجوں میں پڑھا ہے۔ اور پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ یقیناً پڑھنے اور سننے والوں کی آنکھوں سے آنسو بھی رواں ہوئے ہیں۔ کون ہے جس نے گورستان شاہی کے اس مرثیہ پر خراج اشک گلگوں ادا نہیں کیا۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ اس ساری جزع فزع کا فائدہ کیا؟ بس یہ کہ پڑھ لیا۔ سن لیا۔ رو دیا۔ آنسو پونچھ لئے۔ اور جیسے کورے پہلے تھے ویسے ہی کورے محفل سے اٹھ کر گھر چلے گئے۔ اے مسلمانو کیا کبھی آپ نے غور بھی کیا کہ اس شاعرانہ نازک خیالی کا کوئی عملی پہلو بھی ہو سکتا ہے۔ آؤ! میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند الفاظ آپ کے گوش گزار کروں جو اس نظم سے بہت پہلے ضبط تحریر میں آ چکے تھے۔ اور یقیناً جن سے متاثر ہو کر علامہ موصوف نے اپنی یاس انگیز مرثیہ خوانی کو امید افزا الفاظ میں تبدیل کیا۔ افسوس ہے کہ علامہ موصوف خود بھی اس پر عامل نہ ہو سکے۔ مگر جنہوں نے اس آواز کو سنا اور اس کو لبیک کہا ہزاروں کی تعداد بلکہ لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ روز بروز اس الٰہی جماعت میں ترقی ہوتی جائے گی۔ یقیناً وہ دنیا کو تبدیل کر دیں گے۔ انشاء اللہ وہ قوم کی شان جمالی کے ظہور کا باعث ہوں گے۔ مگر نظمیں پڑھ کر سر دھننے والے دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے وہ الفاظ یہ ہیں:۔

"پس جبکہ قرآن شریف نے صاف صاف بتلا دیا۔ کہ خلافت آسمانی کا سلسلہ اپنی ترقی اور تنزل اپنی جلالی اور جمالی حالت کے رو سے خلافت اسرائیلی سے بکلی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ نبی عربی امتی مثیل موسیٰ ہے۔ تو اس ضمن میں قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام میں سرِ دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے۔ جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اول درجے پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔ جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے۔ اور فرمان جعلناک المسیح ابن مریم نے اس کو درحقیقت وہی بنا دیا وکان اللہ علیٰ کل شیئٍ قدیراً اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمدؐ جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد

شہداء کی قربانی سے ایک سبق

آج کل محرم کا مہینہ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں حضرت امام حسین رضؓ نے صداقت کی خاطر اپنی جان تک قربان کر کے مسلمانوں کو ایک قیمتی سبق دیا۔ اگر اس کو یاد رکھا جاتا تو مسلم قوم ہر قسم کی ترقی کرتی اور تنزل و ادبار کی وہ حالت جو موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی ہے دیکھنا نصیب نہ ہوتی۔

اگر غور کیا جائے تو خدا تعالےٰ نے اہل اسلام کی راہنمائی کے لئے جو سامان کئے ان میں سے ایک شہداء کی شہادت بھی ہے۔ خدا تعالیٰ یقیناً اس بات پر قادر تھا کہ وہ حضرت امام حسین رضؓ اور دوسرے بزرگ صحابہ کو دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھتا۔ کیا وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضؓ کو غار ثور میں اس وقت بچایا جب کہ کفار اس غار کے منہ تک پہنچ گئے تھے صحابہ کرامؓ کی جانی قربانی کے بغیر اسلام کو ترقی نہیں دے سکتا تھا؟ بے شک وہ ایسا کر سکتا تھا لیکن اس حکیم خدا نے ایک طرف تو قربان ہونے والوں کے علو مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے اور دوسری طرف مسلمانوں کے اندر ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان بزرگ ہستیوں کو قربان ہونے دیا۔ شہداء کو اگر اپنی جانیں دینے کا موقعہ نہ ملتا تو ہم ان کی حقیقی شان کو معلوم کرنے کے قابل نہ ہوتے کیونکہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایمان اور تقویٰ کا دعویٰ رکھتے ہیں لیکن امتحان کے وقت گر جاتے ہیں اس لئے جب تک کسی کے دعویٰ کے مطابق اس کا عمل بھی نہ دیکھ لیں اس وقت تک ہم کسی شخص کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں کر سکتے پس اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب کو جو اپنی نیکیوں میں دوسروں سے بڑھے ہوئے تھے شہادت کا مرتبہ دے کر ممتاز فرمایا اور ہمیں ان کی بزرگی کا یقینی ثبوت دے کر موقعہ دیا کہ ہم ان کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں۔

علاوہ ازیں شہداء کی قربانی میں ہمارے لئے ایک سبق ہے اور وہ یہ کہ جس طرح انہوں نے خدا تعالےٰ کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کر دیں اسی طرح ہمیں بھی اپنی پیاری سے پیاری چیز رضاء الٰہی کی خاطر قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے یہاں تک کہ اگر ہمیں جان بھی دینی پڑے تو دریغ نہ کریں اگر خدا تعالیٰ اپنے ان بزرگوں کو بنی نوع انسان کے لئے قربان ہونے کا موقعہ نہ دیتا تو ان امور میں جو ہمارے اخلاص کی زیادتی کا باعث ہو سکتے ہیں یقیناً کمی رہ جاتی۔ اب ہمارے سامنے قربانی کرنے والوں کی ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے ہمیں بھی تحریک ہوتی ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس فانی جہان میں غیر فانی زندگی حاصل کریں

آج کل مسلمان امام حسین رضؓ کی شہادت کی یاد میں غمگین نظر آتے ہیں اور بہت ہیں جو رونے پیٹنے کو بڑی نیکی خیال کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت امام حسین رضؓ کی قربانی سے وہ سبق حاصل نہیں کیا جو انہیں کرنا چاہیئے تھا جب تک مسلمان اپنے اندر قربانی و ایثار کی وہ روح پیدا نہ کریں جس کے ماتحت شہداء نے اپنی جانیں اسلام کے لئے قربان کر دیں۔ اس وقت تک وہ شہیدوں کی یادگار صحیح طور پر نہیں منا سکتے بلکہ اس مقصد عظیم کو جس کے لئے انہوں نے اپنی جان تک نثار کر دی باطل کرنے والے ہیں۔ امام حسین رضؓ کی روح یقیناً ہمارے رونے پیٹنے سے نہیں بلکہ صداقت کی خاطر ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے سے خوش ہو سکتی ہے۔ پس سچے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس روح کو اپنے اندر پیدا کریں اسلام کی اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانی کریں کیونکہ صرف اور صرف اسی صورت میں وہ اپنے شہید ہونے والے بزرگوں اور پیشروؤں اور خدا تعالےٰ کی رضامندی حاصل کر سکتے ہیں۔ خاکسار محمد یار عارف از دفتر

ایران کے برطانوی قنصل خانہ کے ایک افسر کی شہادت

میں نے طبیہ عجائب گھر کو دیکھا۔ اس میں مختلف اقسام کے پتھر دیکھ کر مجھ کو خوشی ہوئی۔ مینیجر طبیہ عجائب گھر بہت خلیق ہیں۔ اور جس کام میں یہ کوشاں ہیں اللہ تعالےٰ ان کو اس میں کامیابی دے۔ آمین۔

ڈاکٹر مزمل حسین برٹش وائس قنصل خانہ زاہدان۔ مشرقی ایران

ایک مخلص احمدی خاتون کے حالات زندگی

خدا بخشے میری بیوی حسینہ مرحومہ کو جو ایک کٹر مخالف سلسلہ احمدیہ میرے ماموں زاد بھائی کی بہن تھی اگرچہ کچھ زیادہ لکھی پڑھی نہ تھی تاہم عام لیاقت عقل وشعور۔ خانہ داری کے انتظام دینی مسائل سے اچھی خاصی واقف تھی۔ مجھ سے حد درجہ محبت رکھتی تھی۔ میں بھی اس کی دینداری اور عفت شعاری کی قدر کرتا تھا۔ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جہلم تشریف لے گئے۔ اور آپ کے اخص صحابی استاذی المکرم میاں صاحبدین صاحب مرحوم ومغفور بشوق زیارت بعزم جہلم روانہ ہوئے۔ تو بحیثیت خادم میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا وہاں پہنچکر میں بھی اس شمع ہدایت کے پروانوں میں شامل ہو گیا۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہو کر جب واپس لوٹا۔ تو ہمارے گاؤں میں احمدیت کے خلاف ایک شور برپا ہو گیا۔ عزیز واقربا دوست آشنا جانی دشمن ہو گئے۔ علماء نے فسخ نکاح کا فتوے دے دیا۔ پھر کیا تھا بیوی سخت مخالف ہو گئی۔ میری بیوی کا بھائی جو پہلے ہی سلسلہ سے عناد رکھتا تھا یہ معلوم کر کے کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ ایسا بگڑا کہ اپنی بہن کو اپنے گھر موضع میرہ میں لے گیا۔ مگر میں مایوس نہ ہوا سسرال میں آمد ورفت برابر جاری رکھی۔ اگرچہ مخالفت کے جوش میں سسرال بجائے عزت کے میرے ساتھ ذلت کا سلوک کرنے میں خوشی محسوس کرتے۔ مگر میں ان سے پہلے سے بڑھ کر حسن سلوک سے پیش آتا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ میری بیوی میرے ساتھ بھیجنے پر رضا مند ہو گئے۔ مگر در پردہ اسے یہ پٹی پڑھائی کہ جس طرح بھی ہو سکے اسے احمدیت سے توبہ کراؤ۔ الغرض میں اسے گھر لے آیا۔ اور میرا اور اس کا باہمی مقابلہ عرصہ تک جاری رہا۔ میں اسے احمدیت کا حلقہ بگوش بنانا چاہتا۔ اور وہ مجھے احمدیت سے پھیرنے میں دن رات کوشاں رہتی۔ مگر جب منشا کسی کو کامیابی نہ ہوئی نہ میں نے احمدیت ترک کی نہ اسے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ البتہ میں نے اسے قادیان حاضر ہو کر تحقیقات کرنے پر رضا مند کر لیا اور آنے والے جلسہ سالانہ کا انتظار کرنے لگے اور اس کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ خدا خدا کر کے دسمبر کا مہینہ آیا میں اسے ہمراہ لے کر خوشی خوشی قادیان پہنچا کیونکہ میرا خیال تھا۔ کہ وہاں جانے کی دیر ہے وہاں پہنچتے ہی قادیان کی مبارک بستی کے تاثرات اسے احمدیت قبول کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ قادیان پہنچکر سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا۔ کہ بیوی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں داخل کر کے بعض مستورات سے کہا۔ کہ روز جلسہ میں ساتھ لے جا کر تقاریر سنوائیں۔ اور خود بھی اسے تبلیغ کریں۔ پھر حضرت ام المومنین اور بعض دیگر بزرگان سلسلہ کی خدمت میں اس کے داخل سلسلہ ہونے کے متعلق دعا کی درخواست کی۔ اور خود بھی ہر موقعہ اور ہر مقام پر اس کے حق میں دعائیں کرتا رہا۔ غرض جو کوشش مجھ سے ہو سکتی تھی میں نے کی۔ مگر نتیجہ خلاف امید نکلا۔ کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ سلسلہ سے متنفر ہوتی چلی گئی۔ اور جلد از جلد واپس گھر لوٹنے پر مصر ہوئی۔ ہفتہ عشرہ ٹھہرنے کے بعد مفصل حالات سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو مطلع کرنے کے بعد میں اپنی ناکامی پر تاسف کناں بادل ناخواستہ واپس لوٹا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں ان کے حسب الارشاد دعا کے لئے خط پر خط لکھنے لگا۔ غیر احمدی مستورات جسنہ کی بغیر بیعت واپسی پر خوش اور اسکی تعریف میں رطب اللسان تھیں کہ عورت ذات ہو کر قادیان سے یوں واپس ہونا ہر کس وناکس کا کام نہیں ساتھ ہی اس کے اس کی طرف منسوب کر کے بعض غلط اور بالکل بے اصل وبے بنیاد روایات افترا کے طور پر لوگوں میں مشہور ہو گئیں جنہیں سنکر رسمی مسلمانوں کے اخلاقی انحطاط کی وجہ سے ان سے متنفر اور احمدیت سے دل بدن مانوس ہوتی گئی۔ حتےٰ کہ سالانہ جلسہ سے واپسی سے چند ماہ بعد ہی اسے احمدیت سے اسقدر شدید تعلق پیدا ہو گیا۔ کہ اگلے جلسہ تک بھی بیعت کا انتظار نہ کر سکی چنانچہ میں اور منشی سلطان عالم صاحب کسی تقریب پر قادیان آنے لگے۔ تو علالت کی وجہ سے اپنی معذوری کا اظہار کرتے ہوئے یوں گویا ہوئی کہ قادیان جانے کو دل تو میرا بھی بہت چاہتا ہے مگر کمزوری مانع ہے۔ لہٰذا میری درخواست بیعت تحریری طور پر آپ لیتے جائیں۔ اور بحضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ پیش کر کے دعا کے واسطے عرض کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اور تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چلنے کی توفیق بخشے۔ چنانچہ اس کی تحریری درخواست ہم ساتھ لائے۔ اور قادیان ایسے وقت پہنچے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کہیں باہر جانے والے تھے اور موٹر کار احمدیہ چوک میں آپ کا انتظار کر رہی تھی ہم بھی زیارت کے شوق میں ٹھہر گئے اتنے میں حضور تشریف لے آئے مجھے میرے سلام کا جواب دے کر استفسار فرمایا کہ آپ کی بیوی نے بیعت کی ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا۔ حضور بیعت کی تحریری درخواست اس نے بھیجدی ہے۔ اور خود بوجہ علالت نہیں آ سکی۔ جلسہ پر انشاء اللہ حاضر ہو گی جس پر تبسم سے اظہار مسرت فرماتے ہوئے آپ موٹر میں بیٹھ کر تشریف لے گئے۔

اس کے بعد میری بیوی نے جلد تقوے وطہارت سلسلہ سے اخلاص میں ایسی ترقی کی۔ جسے دیکھ کر میں عش عش کر اٹھتا اور مجھے بھی رشک آتا سخت سے سخت بیماری میں نماز فریضہ کبھی فوت نہ ہونے دی۔ تہجد کی سختی سے پابند تھی۔ صابر اور شاکر ایسی کہ عورتوں میں اس کی مثال میرے دیکھنے میں بہت کم آئی ہے۔ کئی بچے فوت ہوئے اور ایک مرتبہ دو بچے ایک ساتھ ایک دن فوت ہو گئے مگر اس کی زبان پر کبھی حرف شکایت نہ آیا۔ ہمیشہ مومنوں کی طرح انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر راضی برضا الٰہی ہونے کا ثبوت دیا۔

ایک مرتبہ سیالکوٹ میں جلسہ احمدیہ کی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی آمد کی اطلاع پا کر میرے ایک رفیق گوٹریالہ سے بشوق زیارت بعزم سفر سیالکوٹ میرے ہاں تشریف لائے۔ اور مجھے بھی چلنے کو کہا۔ اس نیک تحریک پر میں ان کے ہمراہ تیار ہوا تو بیوی سے بھی نہ رہا گیا اور بمنت مجھ سے التجا کی کہ اگرچہ بچے بیمار ہیں۔ اور میں خود بھی بہت کمزور ہوں۔ مگر کیا ہی اچھا ہو اگر مجھے ہمراہ لے چلیں۔ تا کہ میں بھی حضور کا روح پرور کلام سن سکوں۔ زندگی کا اعتبار نہیں نامعلوم پھر موقع ملے یا نہ ملے حالات اجازت تو نہ دیتے تھے۔ مگر اس کے اخلاص کے مدنظر معہ بال بچہ اسے بھی ساتھ لے لیا۔ اور سیالکوٹ پہنچا۔ حضور کا پُر شوکت لیکچر جو دن کو مردوں میں قرار پا چکا تھا۔ سنکر ہم محظوظ ہوئے مگر مستورات کو مستورات میں حضور کی جو تقریر ہونی تھی بوجہ علالت طبع اس کے متعلق اعلان ہو گیا۔ کہ نہیں ہو گی اس اعلان کو سنکر مرحومہ کو ناقابل برداشت صدمہ ہوا۔ اور طبیعت کا سنبھالنا مشکل ہو گیا ناچار اس کے اصرار سے ایک درخواست اس کے نام سے بحضور خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمرؓ لکھی گئی کہ مستورات بھی حضور کی تقریر سننے کے لئے سخت بیقرار ہیں۔ براہ نوازش ہمیں بھی کچھ نہ کچھ سنایا جائے۔ جسے از راہ شفقت حضور نے شرف قبولیت بخش کر پنجابی زبان میں وہ تقریر دلپذیر فرمائی جو فرائض مستورات کے نام سے اردو کا لباس پہن کر کتابی صورت میں مدت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مرحومہ مرض الموت سے بیمار ہوئی اور چند روز کے بعد مجھے اور تین بچوں کو جن میں سب سے بڑا ڈاکٹر محمد احمد ہے اور جو آج کل قابل اور کامیاب ڈاکٹر کی حیثیت سے عدن میں اپنے فن کی پریکٹس کر رہا ہے۔ ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے کر اپنے مولی سے جا ملی انا للہ وانا الیہ راجعون

وفات سے تھوڑی دیر پیشتر مجھے کہنے لگی۔ کہ محمد احمد کے متعلق میرا ارادہ تھا کہ میں خود قادیان میں رہ کر اسے تعلیم دلاؤں گی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ مشیت ایزدی یوں نہیں۔ اس لئے یہ کام آپ کے سپرد کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد مجھے صحن مسجد کے قریب والی خالی جگہ میں دفن کرنا۔ تا کہ اذان کی آواز میرے کانوں میں پڑتی رہے۔ اس کی اس پاک خواہش کے پورا کرنے کے سامان خدا تعالےٰ نے خود ہی اپنے فضل سے پیدا کر دیئے اور باوجود سخت مشکلات کے انٹرنس تک تعلیم عزیز مذکور نے قادیان میں حاصل کی پھر میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کا کورس امرتسر میں ختم کیا ورنہ میں اس کی تعلیم کے اخراجات کا متحمل نہ تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

حاجی محمد الدین از تہال ضلع گجرات

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی ۱۱ فروری - آج سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ لنکا کے نمائندوں میں جو بات چیت بند ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لنکا کے رہنے والے ہندوستانیوں کی پوزیشن کے متعلق دونوں حکومتوں کے نمائندوں میں اتفاق نہ تھا۔ اگر پھر کسی وقت کامیابی کی امید ہوئی۔ تو گفتگو پھر شروع کر دی جائے گی۔

لنڈن ۱۱ فروری - انگریزی ہوائی جہاز دن رات دشمن کے علاقہ پر حملے کر رہے ہیں۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ کل شمال مغربی جرمنی پر اور مقبوضہ علاقوں پر کامیاب حملے کئے گئے۔ ان میں کسی انگریزی جہاز کو نقصان نہیں پہنچا۔

لنڈن ۱۱ فروری - چھ نازیوں کو جن میں ایک افسر بھی ہے۔ پرتگال میں قید کر لیا گیا ہے۔ وہ ایک بمبار جہاز کے ذریعہ پرتگال پر سے گزر رہے تھے۔ کہ جہاز کو اتارنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اترتے ہی جہاز کو آگ لگا دی۔ اور شہریوں کے کپڑے پہن کر سپین کی طرف چل پڑے جس کی سرحد وہاں سے ۲۴ میل دور تھی۔ مگر سرحد پار نہ کرنے پائے تھے۔ کہ گرفتار کر لئے گئے۔

لنڈن ۱۱ فروری - ٹوکیو کے امریکن مشنری پادری نے امریکنوں کو مطلع کیا ہے۔ کہ وہ اپنے پاسپورٹ دیکھ لیں۔ کہ ٹھیک ہیں۔ اور ملک چھوڑنے کے لئے تیار رہیں۔

کراچی ۱۰ فروری - سندھ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں چرس کی ممانعت کے متعلق ایک بل پیش کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں حکومت سندھ نے سشن جج سکھر کے اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی ہے کہ چرس کے استعمال کی ممانعت کا حکم خلاف قانون ہے۔

ملبورن ۱۰ فروری - آسٹریلیا کے قائم مقام وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ امسال آسٹریلیا کا بجٹ ریکارڈ کی حیثیت رکھے گا۔ اور یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ تہذیب و تمدن پر آئندہ

آنے والے چند ہفتے ایسے تلخ ہونگے کہ انسانی تاریخ میں ان کی مثال نہیں ملے گی۔

واشنگٹن ۱۰ فروری - جرمن حلقوں میں روس کے متعلق پھر سے شکوک و شبہات ظاہر کئے جا رہے ہیں چنانچہ رومانیہ اور روس کی سرحد پر رومانیہ کی فوجیں جرمن افسروں کی کمانڈ میں جمع کی جا رہی ہیں۔

لنڈن ۱۰ فروری - بخارسٹ میں بلیک آؤٹ کا اعلان کر دیا گیا ہے رہائشی مکانوں میں رات کے آٹھ بجے کے بعد بڑے لیمپ روشن کرنے کی اجازت نہ ہوگی بجلی گھروں پر ملٹری کا پہرہ ہے۔ خیال ہے کہ یہ پیش بندیاں برطانوی بمباری سے بچاؤ کے سلسلہ میں ہیں۔

لنڈن ۱۰ فروری - حکومت برطانیہ نے بخارسٹ کے برطانوی سفیر کو واپس بلا لیا ہے اور سپاس اور ممبر بھی برطانوی سفارتخانہ کے واپس جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ برطانوی سفیر کا بیان ہے۔ کہ جرمن حکام رومانیہ کی اجازت کے بغیر اس کے فوجی نظام میں مداخلت کر رہے ہیں ملک کے مختلف حصوں میں جرمن فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ فوجی اڈوں اور اسلحہ کے ذخیروں پر بتدریج قبضہ کیا جا رہا ہے ان حالات میں برطانوی سفارت خانہ کا قیام ناممکن ہے

دمشق ۹ فروری - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ فرانس کے امیر البحر ڈارلاں کو غیر ملکی معاملات کے وزیر کے علاوہ نائب وزیر اعظم بھی مقرر کیا گیا ہے

واشنگٹن ۹ فروری - جرمنی کے سابق امریکن سفیر مسٹر جیمز نے جرمن افسروں اور مدبروں سے اپنی ملاقاتوں کے بعد ان کے نظریوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جرمنوں نے امریکہ پر چڑھائی کرنا ایک مدت سے اپنی زندگی کا نصب العین بنا رکھا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ امیر البحر ٹرپیز نے مجھ سے کہا تھا کہ یورپ کو ختم کرنے کے بعد ہم جنگ کے اخراجات وصول کرنے کے لئے دولت مند ملک امریکہ کا رخ کریں گے۔

لزبن ۱۰ فروری - مارشل پیٹان نے ہٹلر کے نمائندہ کو مطلع کیا ہے کہ وشی گورنمنٹ عارضی صلح کی معیاد ختم ہونے تک جرمنی کے ساتھ اقتصادی اور سیاسی طور پر اشتراک عمل کرنے کو تیار ہے جب کہ عارضی صلح کے معاہدہ کی شرائط میں قرار دیا گیا تھا مگر وہ فرانسیسی بحری بیڑا یا فرانسیسی نوآبادیاں جرمنی کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔

ٹوکیو ۱۰ فروری - جاپان کا ایک وفد آج جرمنی روانہ ہو گیا جو مارچ میں برلن پہنچے گا۔ اور دو ماہ تک جرمنی اور جرمن مقبوضات کا دورہ کرے گا۔

قاہرہ ۱۰ فروری - اعلان کیا گیا ہے کہ لفٹنٹ جنرل ولسن نے سرانیکا میں بطور ملٹری گورنر و جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف کا چارج لے لیا ہے۔

لنڈن ۱۰ فروری - انقرہ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ جرمنی کی مدد سے مایوس ہو کر اٹلی اب برطانیہ سے صلح کرنے پر غور کر رہا ہے۔

لنڈن ۱۰ فروری - مسٹر چرچل نے تقریر میں کہا کہ اطالوی سلطنت کا خاتمہ قریب ہے۔ برطانیہ کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں ہٹلر کی طرف سے گیس اور پیراشوٹس کے حملہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہٹلر بلقان سے روس اور وہاں سے ہندوستان پہنچنے کی کوشش کرے۔ مگر آخر کار اسے شکست ہوگی۔

لنڈن ۱۱ فروری - خبریں دینے والی ایجنسیوں نے وشی سے خبر دی ہے۔ کہ جنرل فرانکو مسولینی سے ملنے اٹلی جا رہا ہے شاید مارشل پیٹان سے بھی ملے جو آرام کرنے کے لئے گھر جا رہے ہیں۔ فرانس کا سارا ملک ابھی سخت مصیبت میں گھرا ہوا ہے اگر مارشل پیٹان کو اپنے عہدہ کے چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔ تو اڈمرل ڈارلان کی جگہ مقرر ہونگے۔

لنڈن ۱۱ فروری آزاد فرانس کی خبر رساں ایجنسی نے بیان کیا ہے۔ کہ بلغاریہ پر جرمنوں کا حملہ ہونے والا ہے فوجیں جمع کی جا رہی ہیں۔ ترکی اخبار صباح نے لکھا ہے۔ کہ شاید جرمنی بلغاریہ پر قبضہ کر لے۔ لیکن اگر کسی طاقت نے بلغاریہ میں قدم رکھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ترکی سرحدوں کی پرواہ نہیں کی گئی۔ اور ترکی یہ برداشت نہ کرے گی۔

لنڈن ۱۱ فروری - آج سمندری محکمہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲ر اور ۳ر فروری کو ختم ہونے والے ہفتہ میں برطانیہ کے ۱۱ جہاز ڈوبے جن کا وزن ۲۴ ہزار ٹن تھا۔ اگرچہ یہ جنوری کی اوسط سے زیادہ ہے لیکن دسمبر کی اوسط سے بہت کم ہے

قاہرہ ۱۱ فروری - بن غازی پر قبضہ کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ بندرگاہ میں دو جنگی جہاز اور ۴ دوسرے جہاز ڈوبے ہوئے ہیں۔ بن غازی پر حملہ کرنے سے قبل ہوائی جہازوں نے حملہ کیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں یہ جہاز ڈوبے۔ بن غازی میں ۲۰ اور ۳۰ ہزار کے درمیان قیدی پکڑے گئے ہیں۔

لاہور ۱۱ فروری - حکومت پنجاب بن غازی کی فتح پر جنرل ویول کو مبارکباد کا پیغام بھیج رہی ہے۔ آج وزیر اعظم نے اسمبلی میں یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ اہل پنجاب تن من دھن سے برطانیہ کی امداد کریں گے۔ اسمبلی نے یہ قرارداد پاس کر دی۔

قاہرہ ۱۱ فروری - ابی سینیا پر چھ طرف سے حملہ کیا جا رہا ہے۔ اور ملک کے لوگ اندر سے اطالویوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ انگریزی - سوڈانی - اور ہندوستانی فوجیں ابی سینیا پر حملہ کر کے ثابت کر رہی ہیں کہ وہ ہر جگہ لڑ سکتی ہیں۔

دہلی ۱۱ فروری - سنٹرل اسمبلی میں آج سوالات کے وقت بتایا گیا۔ کہ چھ ریلوے لائنیں بند کر دی گئی ہیں۔ ان سے حکومت کو کوئی فائدہ نہ تھا۔ اور وہ ایسے علاقہ سے گذرتی ہیں جہاں سڑکیں موجود ہیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی